سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۲

THE ALHAKAM

QADIAN

الحکم

ہفتہ وار

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعود)

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخکو خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۲۸ | ۲۸ جولائی ۱۹۲۵ سنہ عیسوی | جلد ۲۷

سلسلہ کے تعلیم یافتہ احباب سے مطالبہ

عصر اشاعت سے کام لو

مبارک وہ جو ہماری بات سُنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سلطان القلم بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے اس عہد سعادت کو عہد اشاعت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اس زمانہ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان سے بھی یہی ثابت ہے کہ سلطان القلم زور قلم سے اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھائے گا۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرح و بسط کے ساتھ اظہار الدین کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس زمانہ میں قلم کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر ہوگی۔ اور آپ کا قلم آخری ساعت تک کام کرتا رہا۔ اور تحدی کے طور پر آپ نے اعلان کیا کہ ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم ہی سے دکھایا ہمنے

یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں حجت و برہان اور سائنس و علوم کا عہد ہے۔ خوارق اور معجزات کی حقیقت تبدیل ہو گئی ہے۔ دنیا میں سائنس کے ذریعہ جو جدید انکشافات ہو رہے ہیں اس نے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اسلئے اس وقت جس چیز کی ضرورت ہے وہ دنیا کی عقل و قوت دلیل کو اپیل کر کے اسلام کے آگے جھکاتا ہے۔ اسلام کے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے جو خدا تعالیٰ نے مواد ہمکو دیا ہے اور جو راستے اس نے ہمارے لئے کھولے ہیں دوسرے ان سے بے نصیب ہیں۔ نہ صرف علوم عقلیہ کی روشنی میں بلکہ آسمانی تائیدات اور سماوی نصرتوں کے ساتھ اسلام کو غالب کرنے کا امتیاز اسی سلسلہ کو بخشا گیا ہے۔ ہم بہت بڑے الزام کے نیچے ہوں گے اگر ہم نے اس انعام اور فضل کی قدر نہ کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے علمی اور روحانی رنگ میں ہم پر ہوا ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ ہم سلطان القلم کے تربیت یافتہ اور آپ کے فیض سے روشنی پانے والے ہیں۔ باوجودیکہ ہم اس سلسلہ کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن ہم اپنے قلم توڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں کتنے ہی نوجوان ہیں جو آج مغربی علوم سے بہرہ وافر رکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے انھیں انگریزی زبان پر بھی حکومت دسترس عطا کی ہے۔ مگر ان کے قلم سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کے لئے قاصر ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے اس ضرورت کا بارہا اعلان کیا

اور توجہ دلائی کہ اہل قلم پیدا ہوں جو زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر قرآنی علوم کی روشنی میں اپنا قلم اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں لا انتہا ذخیرہ موجود ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے کرم سے ہمیں جو امام دیا ہے (متعنا اللہ بطول حیاتہ) وہ مغربی علوم کو قرآن مجید کی صداقتوں کے سامنے جھکا دینے کی خارق عادت قوت رکھتا ہے اور بعض نہایت اہم اور دقیق مسائل پر وہ ساحرہ اور مؤثر الفاظ میں بے نظیر ہدایت کی راہیں کھول جاتا ہے۔ اگر ہم ان کام لیکر مغربی دنیا کے لئے مضامین کا ایک سلسلہ لکھیں اور چند نوجوان اپنا فرض سمجھ لیں کہ وہ سال بھر میں کسی ایک مضمون پر پورا غور کرکے ایک رسالہ یا کتاب لکھ دیں تو بہت سا اسلامی لٹریچر طیار ہو سکتا ہے اس بات کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے بعد کسی اور کا قلم اور زبان وہ قوت اور تاثیر کہاں سے پیدا کرے گا۔ ہاں تذکیر ہمارا فرض ہے۔

یہ ایک ضروری پہلو تبلیغ کا ہے اور میں بلا خوف تردید یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ میدان تحریر میں ہمارے نوجوان بہت پیچھے ہیں۔ بے شک ایک وقت تک اور ایک حصہ ملک میں وفات مسیح مسئلہ نبوت وغیرہ پر بھی تحریروں کی ضرورت ہے لیکن اسی سلسلہ میں بہت کچھ لکھا گیا اور بہت مباحثے اور مناظرے ہو چکے صرف ہمارے مدنظر علماء سوء کا ہی طبقہ نہیں۔ مغربی قومیں جو خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت حلقہ اسلام میں آنے والی ہیں ان کے حقوق بھی ہم پر ہیں۔ وہ ان بحثوں میں نہیں پڑینگی بلکہ ان کی ضروریات کچھ لازمی نہیں۔ وہ فلسفۂ اخلاق اور روحانیت کی بھوکی ہیں۔ وہ تمدن و تہذیب نفس اور اقتصادیات کی ان تحقیقوں کے خواہشمند ہیں جن کے ذریعہ دنیا میں اخلاقی اور روحانی معتدل فضا پیدا ہو سکتی ہے اور دنیا میں ایک

عالمگیر صلح کی بنیاد رکھی جا سکے

مغربی علوم نے سپریچوالزم۔ مسمریزم اور کیا ازم نے حیرت انگیز اثرات پیدا کر دیئے ہیں۔ ان علوم کی وجہ سے ان قوموں میں ایک نئی تحریک پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ اسلام کی طرف آرہی ہیں اس لئے کہ مادیات کی دلدادگی نے بالآخر انہیں تھکا دیا ہے جب وہ ان شعبدات اور عارضی مسکنات سے تسلی نہ پا سکیں گی تو بالآخر اسلام ہی کی طرف آئیں گی اس لئے ہمارا فرض اور بھی بڑھ جاتا ہے کہ اس تحریک سے فائدہ اٹھا کر ہم

لوائے اسلام کو بلند کرنے کیلئے کھڑے ہو جائیں

اس مقصد کو مدنظر رکھ کر انگلستان سے ریویو آف ریلیجنز جاری کیا گیا ہے۔ کسی رسالہ کی کامیابی اور اس کا مفید ہونا اسباب پر موقوف ہے کہ وہ کثرت سے شائع ہو۔ اور کثرت اشاعت اس کی دلچسپ مضامین سے پیدا ہوگی۔ اور یہ دلچسپی اسوقت تک نہیں ہو سکتی جبتک مضامین میں تنوع نہ ہو۔ مگر تم خدارا انصاف کرکے بتاؤ کہ تم میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اس چھ ماہ کے عرصہ میں اسکے لئے مغربی احساسات کو مدنظر رکھ کر مضمون لکھے ہیں؟ کیا تحقیق کا دروازہ بند ہو گیا۔ کیا قرآنی علوم ختم ہو گئے۔ کیا تم حضرت امام کی تحریروں اور تقریروں سے فیض نہیں لے سکتے۔؟ یا اپنے عمل سے تم یہ ثابت کر رہے ہو کہ ہمارے حقائق و معارف کے خزانے بند ہو چکے ہیں؟ جماعت جس جس قدر ترقی کرے گی حضرت امام کی مصروفیت اندرونی اصلاح اور تہذیب نفس کی طرف قدرتاً بڑھتی چلی جائے گی۔ اسلئے ان لوگوں کا یہ فرض ہے کہ جنکو خدا تعالیٰ نے علوم سے حصہ دیا ہے اور نظر میں وسعت اور بلند پروازی بخشی ہے۔ وہ اپنے دل و دماغ کو خدا کی مجید کتاب کے حقائق و معارف کو بیان کرنے میں لگا دیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے غائر مطالعہ کے بعد ان مضامین مستقلہ پر قلم اٹھائیں۔ جن کی آج

دنیا کو ضرورت ہے

میرے مخاطب صرف انگریزی خواں گریجویٹ ہی نہیں بلکہ میں ان نونہالان قوم کو بھی توجہ دلاتا ہوں جنہوں نے فضیلت کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ وہ خاص خاص مضامین پر توجہ کریں اور اپنے آپکو ماہر خصوصی کی حیثیت سے میدان تبلیغ میں لے آئیں ہماری طرف سے لٹریچر میں بہت کمی ہے اور اس کے ذمہ وار ہم اور صرف ہم ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہم مختلف ادیان پر اسلام کی روشنی میں کتابیں لکھیں۔ موازنہ مذاہب آج ایک قابل قدر علم ہے اور ایک احمدی کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی کامیابی کا میدان نہیں مگر ابھی تک اسی سلسلہ میں ہم کوئی مستقل کتاب نہیں شائع کر سکے۔ جس قدر نئی تحریکیں یورپ اور امریکہ میں ہیں اور مذہب کے نام سے کی جاتی ہیں ہمیں ان کو لیکر ان پر رسالے لکھنے چاہئیں اور اسی طرح مشرقی مذاہب کو اسلام کے مقابلہ میں یہ کہہ کر لکھا جاوے۔ مثلاً زرتشت اور اسلام کنفوشش ازم اور اسلام۔ بدھ ازم اور اسلام وغیرہ اور ایسا ہی سپریچولزم اور اسلام۔ یونیورسل ازم اور اسلام اگر اسی قسم کے رسالے جدا جدا لکھے جاویں تو اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری تحقیق کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔ دوسرے مختلف قوموں میں اشاعت سلسلہ کا بہترین راستہ مل جائے گا۔ فرض کرو پارسی اقوام میں ہم ایک مشنری بھیجیں لیکن جبکہ وہ ان کے مذہب اور حسیات سے ہی واقف نہیں وہ اپنے سلسلہ کو موازنہ مذاہب کے اصول پر پیش نہیں کر سکے گا۔

یہ تحریک نئی نہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے اسپر بھی بارہا توجہ دلائی ہے بلکہ ایک وقت بعض دوستوں کو بعض مذاہب کے متعلق مامور بھی کیا مگر ان کے نتائج پبلک میں نہ آسکے۔ اس لئے اگر ہم نے اب تک اس کام کو نہیں کیا تو بہتر ہے کہ اب شروع کریں۔

حضرت نے اسی ضرورت کے احساس سے صیغہ تالیف و تصنیف قائم کیا ہے مگر اس صیغہ کی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ کام کرنے والوں کا اعزازی دائرہ وسیع ہو اور کم از کم ایک معمولی تعداد ایسے دوستوں کی ہو جو اس کام میں ناظر تالیف کی مدد کرے۔

میں سلسلہ کے معزز اخبار نویسوں سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اس تحریک کو اخبارات کے ذریعہ کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ یہ زید و بکر کا سوال نہیں سلسلہ کی ضرورت اور اہم ضرورت کا سوال ہے۔ وہ مسلسل اور پر زور مضامین کے ذریعہ جماعت میں تحریک کریں اور تعلیم یافتہ طبقہ کو جنبش دیں تاکہ وہ اس میدان کے لئے تیار ہوں + اور اسی سال کے اندر اندر کم از کم ایک دو رسالے کسی خاص مذہب پر نکل جانے ضروری ہیں + ایسا ہی ناظر صاحب کی دعوت و تبلیغ کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ و نشر کا کام لٹریچر کا محتاج ہے۔ جبتک مختلف زبانوں میں مقامی حالات اور حسیات کے ماتحت لٹریچر نہ ہوگا اسوقت تک یہ کام پوری قوت سے نہ چل سکے گا اسلئے ہر زبان میں لٹریچر مہیا کرنے کی فکر لازمی ہے۔ ساری دنیا ہمارے سامنے ہے اور اس میں پیغام احمد کا پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ پس ہم ضرورت کے موافق سامان مہیا نہیں کرتے تو کامیابی کی امید موہوم ہے +

اسلئے تعلیم یافتہ نوجوانو! اٹھو!! اور ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جو دنیا میں جنگ نہیں بلکہ امن پیدا کرتے ہیں میدان میں آجاؤ اور اس بشارت کو عالمگیر کر دو۔ جو خدا کا برگزیدہ بندہ مسیح موعود کے نام سے لے کر آیا ہے تاکہ

دنیا میں ایک ہی گلہ اور ایک ہی گلہ بان ہو

(عرفانی از بحیرۂ قلزم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت احمدیہ کے قلم سے۔

آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام کی ایک کاپی مجھے بھی بھیجی گئی ہے اور خواہش کی گئی ہے کہ میں بھی اس میں شامل ہوں چونکہ نظر بر حالت موجودہ میں خود شمولیت کرنے سے معذور ہوں۔ اسلئے تحریرًا میں اپنے نمائندوں کے ذریعہ سے اپنے خیالات زیر بحث مواضیع کے متعلق بیان کرتا ہوں اور یہ بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ یہی خیالات جماعت احمدیہ کے اس حصہ کے ہیں جو میری بیعت میں شامل ہے اور جو اُسکے مطابق عمل کر رہا ہے اور دوسری جماعتوں سے ملکر جہاں تک اس کے عقائد اور اس کی قومی ضروریات اجازت دیں عمل کرنے کیلئے تیار ہے چونکہ یہ دعوت مجھے دیر سے پہنچی ہے اور چونکہ بوجہ بیماری میں صرف آج کہ تیرہ تاریخ ہے اسپر کچھ لکھنے کے قابل ہوا ہوں اسلئے مجبورًا النہایت اختصار سے اسپر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہوں۔

اسلام کی سیاسی اور مذہبی تعریف

مجھے ابتداء ہی میں اس بات کو جتا دینا چاہیئے کہ کبھی بھی آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے داعیان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک وہ اس امر کو نہ سمجھ لیں اور سب مسلمانوں کو اپنا ہم خیال نہ بنا لیں کہ اسلام کی اس زمانہ میں دو تعریفیں ہیں ایک مذہبی اور ایک سیاسی۔ مذہبی تعریف ہر ایک شخص کے اختیار میں ہے وہ جو چاہے تعریف کرے اور اس کے مطابق جس کو چاہے کافر بنائے اور جس کو چاہے مسلمان۔ کسی کا حق نہیں کہ اس پر اس سے ناراض ہو۔ گو ہر ایک کا حق ہے کہ اسکو اگر وہ غلطی پر ہے سمجھائے۔ دوسری تعریف سیاسی ہے اور یہ تعریف کوئی فرقہ خود نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ تعریف اسلام کا لفظًا و معنًا انکار کرنے والے لوگ کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ سیاسی طور پر کون لوگ مسلمان ہیں؟ اسکا جواب نہ دیوبند دے سکتا ہے نہ قادیان۔ نہ فرنگی محل۔ نہ گولڑہ۔ نہ علی پور۔ اس کا جواب صرف ہندو اور عیسائی اور سکھ دے سکتے ہیں جن سے مسلمانوں کا سیاسی واسطہ پڑتا ہے۔ اگر ایک جماعت کو دیگر مذاہب کے پیرو مسلمان کہتے سمجھا اور سمجھتے ہیں تو ایک لاکھ مولویوں کے فتوے سے بھی اسکو سیاست اسلامیہ سے باہر نہیں نکال سکتے سنی خواہ شیعوں کو اور شیعہ خواہ سنیوں کو کافر کہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ سیاسی معاملات میں ہندو اور سکھ سنیوں اور شیعوں سے کیا معاملہ کرینگے۔ کیا سنیوں کے شیعوں کو کافر کہنے کے سبب ہندو لوگ سنیوں اور شیعوں سے الگ الگ قسم کا معاملہ کرینگے۔ نہیں وہ جو کارروائی ایک قوم کے خلاف کرینگے وہی دوسرے کے خلاف بھی کرینگے۔ پس سیاستًا ان کے مفاد ایک ہیں جن کو اسلام کا لفظ حاوی ہے اور اگر وہ اس نکتہ کو نہیں سمجھیں گے تو ان کو ایک ایک کر کے دوسری قومیں کھا جائینگی اور ان کو اسوقت ہوش آئے گی جب ہوش آنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

سیاسی امور میں ضرورت اتحاد

اس اصل کے بیان کر دینے کے بعد میں تمام ان فرقوں کے لوگوں سے جو اسلام کی طرف اپنے آپکو منسوب کرتے ہیں کہتا ہوں کہ عقیدتًا وہ خواہ ہمیں کافر کہیں اور خواہ ہم ان کو کافر کہیں اسلام کے نام نے ہمارے سیاسی فوائد کو اسطرح ملا دیا ہے کہ ہم سیاستًا ایک دوسرے کو مسلمان قرار دینے پر مجبور ہیں اور اگر کوئی ایک فرقہ مذہبی عقیدہ کی بنا پر سیاسی جدوجہد سے الگ کر دیا گیا۔ تو یاد رکھو کہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی زندگی کے قیام کے لئے دوسری اقوام سے سمجھوتہ کرنے پر مجبور رہیگا اور اس صورت میں اسے ان فرقوں کے مقابلہ میں جنہوں نے اسے سیاستًا کچلنے کی بلکہ مارنے کی کوشش کی تھی۔ ضرور اس جماعت کی رعایت کرنی ہوگی جو اس سے معاہدہ ہو کر اس کی حفاظت کا وعدہ کرے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ سیاسی میدان میں کوئی قوم بغیر طاقت ور ہمسایوں سے معاہدہ کئے زندہ رہ سکے اور یہ آپ لوگ ہرگز امید نہیں کر سکتے کہ آپ لوگ ایک جماعت دھتکار کر نکال دیں۔ اور پھر یہ بھی امید کریں کہ وہ دوسری قوموں کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور ہم اس تنظیم کی داد دیتے ہوئے اپنے سیاسی وجود کو فنا کر دے۔ اس قسم کی وفا کی مثالیں افسانوں میں مل سکتی ہیں اور وہ بھی شعراء کے کلام میں۔ قومیں اس قسم کا وفا کا نمونہ دکھا کر زندہ نہیں رہ سکتیں۔ سوائے اس صورت کے ان کی عقل ماری گئی ہو۔ اور قلیل التعداد جماعتوں کو حقیر سمجھ کر اپنے سے دور پھینکا گیا محض اسلئے کہ ہمارا مذہبی اختلاف ہے یا اسوجہ سے ہی کہ ہم ان ایک دوسرے کو کافر سمجھتے ہیں تو ہندوستان میں دوسری ایسی عقلمند قومیں موجود ہیں جو ان دور پھینکے جانیوالوں سے سیاسی سمجھوتہ کر کے اپنے سیاسی طاقت بڑھ جانے کی خواہشمند ہیں۔ بس ہر ایک چیز کو اسکے مقام پر رہنے دو مذہبی کفر و اسلام کو کی مجلسوں کے موقعوں کیلئے اور سیاسی کفر و اسلام کو سیاسی حل و عقد کے موقعوں کیلئے۔

کانفرنس کے متعلق مشورہ

اس کے بعد میں اپنے خیالات ان سوالات کے متعلق جنپر کانفرنس میں غور کیا جائے گا۔ بتاتا ہوں۔ مگر یہ بھی مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ایسے اہم امور ایک کانفرنس میں کبھی طے نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک ہی وقت میں علم کا حاصل کرنا اور اسکا نتیجہ بھی نکال لینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کانفرنس میں صرف تبادلۂ خیالات ہو اور اس کے دو یا تین ماہ کے بعد پھر لوگ اکٹھے ہوں اور اس کانفرنس میں کسی خاص نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ اس عرصہ میں لوگ تمام تجاویز پر خوب غور و فکر کر لینگے۔ اور ان کی رائے زیادہ مضبوط ہوگی۔

تبلیغی نظام کا سوال

جو سوالات کانفرنس میں پیش ہوں گے اُن میں سے سب سے پہلا سوال جو رکھا گیا ہے وہ بھی پہلا ہے۔ یہ ہے کہ تمام ملک ہند کے لئے ایک تبلیغی نظام مقرر کیا جائے اور تبلیغی انجمنوں کے اندر باہمی اتحاد پیدا کرتے ہوئے تقسیم کار کی صورت نکالی جائے۔

میرے نزدیک یہ سوال اسلام کے لئے ایسا ہی اہم ہے جیسا کہ ان کے لئے زندگی اور موت کا سوال۔ اسلام تبلیغ کے ذریعہ ہی زندہ رہا ہے اور زندہ رہے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مبلغوں کی نسبت فرماتا ہے کہ اولٰئک ھم المفلحون وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ یعنی مسلمانوں کی کامیابی ہمیشہ تبلیغ سے وابستہ رہے گی۔

اسلام میں قوت جاذبہ

تبلیغ کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام میں جو قوت جذب کرنے کی موجود ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں۔ نہ ہندوؤں میں نہ سکھوں میں نہ مسیحیوں میں وہ اخوت اور مساوات ہے جو اسلام میں ہے اسلئے اسلام کو تبلیغ میں جو آسانیاں ہیں وہ دوسری قوموں کو حاصل نہیں ہیں خصوصًا جبکہ اس کو مد نظر رکھا جاوے کہ فوج در فوج لوگ جو کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں وہ اس کی روحانی خوبیوں کی وجہ سے نہیں کیا کرتے بلکہ اس کی تمدنی یا ادنیٰ ہوں یا ان کو ادنیٰ سمجھا جاتا ہو۔ پس تبلیغ کا بہترین میدان ہندوستان کی وہ قومیں ہوں گی جو تمدنًا ادنیٰ ہیں یا ادنیٰ سمجھی جاتی ہیں

تبلیغ اسلام میں مشکلات

لیکن ان قوموں کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پر مسیحی ایک عرصہ سے اور ہندو کچھ سالوں سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ مسیحیوں کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ اسوقت تک تیس لاکھ سے زیادہ ایسے آدمیوں میں سے وہ اپنے ساتھ شامل کر چکے ہیں اور اسوجہ سے نئے داخل ہونیوالوں کو ان میں ملنا بہ نسبت دوسرے مذاہب کے زیادہ آسان ہے۔ پنجاب میں چار لاکھ کے قریب چوڑھے ہیں جنمیں سے نصف کے قریب عیسائی ہو چکے ہیں اور اب عیسائی ہونے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ کیونکہ اب غیر عیسائیوں کو رشتہ کی سخت دقت ہو رہی ہے پس وہ رشتہ ناطے کی غرض سے عیسائی ہو جاتے ہیں۔

دوسری فوقیت ان کو یہ ہے کہ ان کے پاس روپیہ ہے وہ ان کو تعلیم پر خرچ کرتے ہیں اور ان کی تمدنی حالت کی درستگی کے لئے ان کے واسطے زمینداروں کا انتظام کرتے ہیں۔

تیسرے پادریوں کے بارسوخ ہونے کی وجہ سے کئی جگہ مجرم پیشہ لوگ مسیحی ہو جاتے ہیں کہ اسطرح وہ جرائم کر کے نسبتًا محفوظ رہتے ہیں۔ اور کئی جگہ نمبرداروں کے رجسٹر سے نام کٹوانے کا باعث عیسائی ہو جانا ہوتا ہے۔

چوتھے حکومت کا مذہب بھی مسیحیت کی کشش کو مزید بڑھاتا ہے۔

دوسرے نمبر پر سکھ ہیں اور ان کو یہ فوقیت ہے کہ وہ پنجاب کے زمیندار ہیں اور چونکہ ادنیٰ اقوام کا بیشتر حصہ زراعت پر گزارہ کرتا ہے وہ مالک زمیندار کے اثر کو قبول کرنے کے لئے تیار رہتا ہے پھر سکھ ہندوؤں کی نسبت جلد ان لوگوں کو اپنے اندر شامل کر لیتے ہیں اور چونکہ ان میں بھی ایک لاکھ کے قریب یہ لوگ داخل ہو گئے ہیں رشتہ ناطہ کا سوال روک نہیں ڈالتا۔

مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہ ان قوموں کی طرف توجہ نہیں۔ بلکہ ان کے مسلمان ہونے میں اسلئے روک ڈالتے ہیں کہ پھر ہمارے گھروں کی صفائی کون کرے گا۔ چنانچہ ایک علاقہ میں چھ ہزار کے قریب ادنیٰ اقوام کے آدمی اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ایک مسلمان مولوی کو ایک گاؤں والوں نے مقرر کیا کہ وہ ہمارے وعظ کے پیچھے پیچھے جاتے تا وہ ان لوگوں کو مسلمان ہونے پر آمادہ نہ کرے چنانچہ اس مولوی نے سب علاقہ میں دورہ کر کے ان لوگوں کو روکا۔ وہ آج پختہ ہندو ہیں اور کل ان زمینداروں کا خون چوسینگے۔

خلاصہ یہ کہ کامیاب تبلیغ کے لئے ہمیں خاص نظام کی ضرورت ہے جس میں ہمیں اس امر کو مد نظر رکھنا ہوگا کہ کس قوم کو کس ذریعہ سے اسلام کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔ خالی مبلغ مقرر کر دینا ہرگز کافی نہ ہوگا بوجہ قلت وقت میں اس نظام کو جو میں نے سوچا ہے۔ لکھ نہیں سکتا۔ اگر میرے خیالات سے آگاہ ہونے اور ان پر غور کرنے کی ضرورت سمجھی جائے تو میں بعد میں بتا سکتا ہوں۔

مخصوص عقائد کی تبلیغ

انجمنوں میں اتحاد اور تقسیم کار کے سوال کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امید کہ کوئی فرقہ اپنے خیالات کی اشاعت سے باز آجائے تو امید لاحاصل ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے

کرنے کے معنی ہیں اپنے خیالات نہ پھیلائے جاویں۔ آخر نومسلم بہرے تو نہ ہوں گے وہ کسی قلعہ میں قید نہ ہوں گے وہ لوگوں سے ملیں گے اور اختلافات کی باتیں سنیں گے۔ اس وقت وہ مذکورہ مبلغ سے ہدایت پائیں گے جس نے ان کو اسلام کا ایمان دکھایا ہے اور وہ کس طرح ان کو جواب دینے سے پہلو تہی کر سکتا ہے یا اپنے عقیدہ کے خلاف نیا مسئلہ بتاتا ہے۔ بہرحال کا ذرہ ذرہ نے کی تلقین میں ایسے مزید ہی پسندیدہ مسائل ہی بنانے پڑیں گے اور اختلافات جیسے شروع ہو جائے گا۔ پس صورت اتحاد یہی ہے کہ ہر ایک جماعت اس امر کو تسلیم کرے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ پڑھوانے والا ایک اچھا کام کر رہا ہے خواہ وہ اس کے ساتھ اپنے خیالات بھی منواتا ہو اور دوسری جماعتوں کو اس کے کام سے تعرض نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ سب نبی مانتا ہے نہیں مانتا ہو۔ یا گو مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو مجدد یا نبی یا مسیح موعود تسلیم کرتا ہو۔ لیکن رسول کریم صلعم کو آخری شرائع نبی اور قرآن کریم کو آخری تشریعی وحی قرار دیتا ہو۔

تقسیم کار کا طریق

تقسیم کار کا بہترین علاج یہ ہوگا کہ مختلف علاقے مختلف جماعتوں کے سپرد کئے جائیں اور ایک دوسرے کے علاقے میں دخل نہ دیں اور غیر مسلموں کی تبلیغ کو اسے کے سپرد رہنے دیں جس کے سپرد وہ علاقہ ہے۔ مگر یہ سوال حل نہ ہوگا۔ جب وقت تک تنظیم کا سوال نہ حل ہوگا کیونکہ اگر کوئی قوم اس معاہدے کو توڑ دے گی تو سب کیا کرایا کام دریا برد ہو جائے گا۔

تنظیم کا سوال

دوسرا سوال تنظیم کا ہے۔ یہ سوال بھی نہایت اہم ہے بغیر تنظیم کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی تنظیمی پروگرام مقرر کرتے ہوئے ہمیں ان امور کو سوچنا نہایت ضروری ہوگا (۱) مختلف جماعتوں کے اندرونی انتظام پر اس کا اثر نہ پڑے (۲) افراد کانشنس کی قربانی نہ کرنی پڑے (۳) ذاتی خودی کے حصول کے خیالات اس نظام کو بودہ اور کمزور نہ کر دیں

دوسری بات اس امر کے لئے یہ ضروری ہوگی کہ اس نظام کی باگیں ایک فی الواقع منتخب شدہ جماعت کے ہاتھ میں ہوں جو وقتاً فوقتاً دوبارہ منتخب ہوتی رہے اس سے ایک طرف تو مسلمانوں کے اندر حقیقی نیابت کا طریق کار راسخ ہوتا چلا جائے گا۔ (۲) دوسرے عامہ رائے کی تربیت ہوتی چلی جائے گی (۳) تیسرے عوام الناس کی دلچسپی کام سے بڑھ جائے گی (۴) ایک ایسی سیاسی مشینری تیار ہو جائے گی جو تحفظ حقوق کے لئے بروقت استعمال کی جا سکے گی (۵) ہم گورنمنٹ کو دکھا سکینگے کہ موجودہ فرنچائز واجب طور پر محدود ہے

مختلف صیغوں کی ضرورت

تیسری بات اس تنظیم کے لئے یہ ضروری ہوگی کہ اس مرکزی کام کو مختلف ڈیپارٹمنٹس میں اس طرح تقسیم کیا جائے جس طرح کہ گورنمنٹوں کے محکمے ہوتے ہیں سکریٹری شپ کا طریق نہ ہو۔ بلکہ وزراء کا طریق ہو۔ ہر ایک صیغہ کا ایک انچارج ہو اور اس کا ذمہ دار ہو جو ہر سال اپنے صیغہ کی رپورٹ شائع کرے۔ اور ہر صیغہ کے لئے ایک مطمح نظر مقرر کیا جائے جس کے متعلق وہ ناظر بتائے کہ اس نے اس میں سے کس قدر حصہ کو پورا کر لیا ہے اور باقی کے پورا کرنے کی وہ کب امید کرتا ہے مثلاً ایک صیغہ تبلیغ کا ہو۔ ایک صیغہ تعلیم و تربیت کا ہو جس کے ذمہ یہ بات ہو کہ وہ ہر مسلمان کو تعلیم یافتہ بنانے کی کوشش کرے اور اس کی صحیح تربیت کا نگران ہو۔ اس صیغہ کے متعلق ایک نہایت ضروری مسئلہ سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے اندر قومی روح پھونکنے کا ہو۔ ہر جگہ جہاں کوئی اسکول یا کالج ہو یہ انتظام کیا جائے کہ لیکچروں وعظوں ٹریکٹوں اور دیگر ذرائع سے نوجوانوں کے اندر قربانی کی روح پھونکی جائے اور خود غرضی کا مادہ دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ سیاست حاضرہ میرے نزدیک طلباء کے لئے مفید نہیں ہو سکتی بلکہ اکثر مشتغل ہونے کے لئے مضر ہوتا ہے۔ لیکن اصول سیاست کے ماتحت ان میں قومی روح پیدا کرنا نہایت مفید اور ضروری ہے۔ میرے نزدیک مسلمانوں کی بڑی تباہی کا باعث افراد کی عدم تربیت اور خود غرضانہ خیالات کا غلبہ ہے وہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں اسی وجہ سے ذلیل رہتے ہیں اور ملک کے لئے بھی مفید نہیں ہو سکتے میرا یہ خیال ہے کہ ہم حکومت سے صحیح تعاون کر کے جس قدر جلد حکومت پر قابض ہو سکتے ہیں عدم تعاون سے نہیں گورنمنٹ برطانیہ کی طاقت انگریزی افسروں کے ذریعہ سے اس قدر نہیں ہے جس قدر کہ خود غرض اور نفس پرست ہندوستانی افسروں کے ذریعہ سے اگر ہم کالجوں اور سکولوں کے طلباء کے اندر یہ روح پیدا کر دیں کہ جوان میں سے ملازمت کو ترجیح دیں وہ اس غرض سے ملازمت کریں کہ اپنی قوم اور اپنے ملک کو فائدہ پہنچائیں گے۔ تو یہ لوگ چند ماہ ہی میں حکومت کو اپنی آزادانہ اور بے دھڑک مشورے سے مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ہندوستانی نقطۂ نگاہ کی طرف مائل ہو۔ بے شک ایسے لوگوں کی ملازمت خطرے میں ہوگی مگر جب یہ لوگ ملازم ہی اس خطرے کو مدنظر رکھ کر ہوئے ہوں گے ان کے دل اس بات سے ڈریں گے نہیں دوسرے کوئی گورنمنٹ ایک وقت میں ہزاروں لاکھوں ملازموں کو اس جرم میں الگ نہیں کر سکتی کہ تم کیوں سچائی سے اصل واقعات کو پیش کرتے ہو اگر پولیس کے حکم پر ہی ایسے حب الوطنی سے سرشار لوگ متعین کر لیں تو حکومت ہند میں بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔

ایک صیغہ تجارت کا ہو۔ جو مسلمانوں کی تجارتی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرے ایک صنعت و حرفت کا ایک تحفظ حقوق ملازمت کا۔ ایک حفظان صحت کا۔ اور ایک امور خارجیہ کا جو غیر اقوام سے تعلقات کا نگران رہے۔ ایک عدالت کا جو پنچایت سسٹم کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے۔ ایک اخلاق کا جو اس امر کا مطالعہ کرتا رہے کہ مسلمانوں میں اخلاقی و تمدنی خرابیاں کیونکر پیدا ہو رہی ہیں۔ اسی طرح ایک صیغہ بیت المال کا اور ایک محاسبہ کا اور یہ سب صیغے ایک دوسرے سے آزاد ہوں۔ تا آزاد طور پر ایک دوسرے کے کام کی نگرانی کر سکیں۔ ان صیغوں کے متعلق ہر بستی اور ہر گاؤں میں ایک انتظامی جال پھیلا ہوا ہو تا کہ صرف سالانہ تقریروں تک یہ کام محدود نہ رہے بلکہ حقیقی کام بھی دکھا سکے۔

تحقیقاتی کمیٹی کی ضرورت

اس انتظام کے ماتحت یہ ضروری ہوگا کہ فوراً ایک تحقیقاتی کمیٹی بٹھائی جائے جو اس امر پر غور کرے کہ مسلمانوں کو دوسری اقوام کے اثر سے آزاد ہونے کے لئے کون کونسی چیزوں کی ضرورت ہے مثلاً یہ کہ کون کون سے صیغوں میں مسلمانوں کو حصہ ملا ہے اسقدر کم ہے کہ وہ اپنے حقوق کی آزادانہ حفاظت نہیں کر سکتے۔ یا مثلاً کون کون سے پیشے ایسے ہیں کہ ان میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے مثلاً جیسے انجینیرنگ ہے۔ زنانہ طب ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح تجارت اور صنعت و حرفت کے متعلق غور کیا جائے کہ ان کے کون کون سے ضروری شعبے ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں ہیں یا ان میں انکا دخل اسقدر کم ہے کہ وہ آزاد قومی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ یہ سب کمیٹی غور کے بعد جن جن امور کی طرف فوری توجہ مناسب سمجھے ان کی طرف مختلف ذمہ دار محکموں کو توجہ دلائے جن کا فرض ہو کہ جلد سے جلد ان کمیوں کو پورا کریں اگر ایسی کمیٹی بنائی گئی اور اس نے محنت سے کام کر کے مختلف شعبہ ہائے عمل میں مسلمانوں کا حصہ معلوم کیا۔ تو مسلمانوں کی آنکھیں کھل جاوینگی کہ بحیثیت ایک قوم کے وہ ہرگز آزاد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ہمسایہ قومیں ان کو تمدنی امور میں اسطرح دبائے ہوئے ہیں کہ ایک دن بھی آزاد زندگی بسر نہیں کر سکتے +

مسلم بنک کا سوال

تیسرا سوال مسلم بنک کا ہے۔ میں چونکہ سود کے لینے دینے کو ہر حالت میں ناجائز سمجھتا ہوں۔ اس مسئلہ پر لکھنا کچھ مفید نہیں سمجھتا۔ ہاں اگر بلا سود کے بنک کی صورت نکل سکے جو میرے نزدیک نکل سکتی ہے تو ہماری جماعت تفصیل معلوم ہونے اور مطمئن ہونے پر ایسے بنک میں شامل ہو سکتی ہے +

قیام بیت المال

یہ بھی ایک ضروری شے ہے مگر اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ روپیہ نا اہل لوگوں کے ہاتھ میں نہ رہے اس کا باقاعدہ حساب ہوتا رہے اور ایسے لوگوں کے ذریعہ سے حساب چیک کروائے جائیں جو آزاد ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس نظام کو رجسٹرڈ کروا لیا جائے تا کہ کارکنوں کو عدالتی کارروائی کا بھی خوف رہے۔ بے شک جذباتی طور پر یہ امر ناپسندیدہ معلوم ہو۔ لیکن فطرت انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کی احتیاطوں کی اشد ضرورت ہے اور جب تک یہ احتیاطیں نہ کی جاوینگی اور دیانت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا جائے گا کبھی کام میں برکت نہ ہوگی اور لوگوں کے طبائع میں حقیقی جوش نہ پیدا ہوگا۔

بیت المال کے قیام میں اس امر کو مدنظر رکھنا ضروری ہوگا کہ جن جماعتوں کے قومی بیت المال موجود ہیں کہ ان کے نظام سے نیا نظام ٹکرائے نہیں کیونکہ کوئی قوم اپنے چلتے ہوئے کام کو اسلئے تجربہ کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی اور نہ ہی وہ اپنے مخصوص نظام کو کسی وقت بھی نظام عام کے لئے چھوڑنے پر آمادہ ہوگی +

اصلاح رسوم و رفع تنازعات

پانچواں امر اصلاح رسوم و بدعات و رفع تنازعات کے متعلق ہے۔ یہ ایک نہایت ہی نازک سوال ہے۔ اگر کانفرنس کسی دیر پا نظام کی صورت دیکھنا چاہتی ہے تو اس امر میں سوچ سمجھ کر دخل دینا چاہیئے۔ بہت سی رسوم اس قسم کی ہیں کہ ان کو مختلف فرقے اپنے مذہب کا جزو سمجھ رہے ہیں۔ اور ان میں دخل دینا ان کے نزدیک مذہبی دست اندازی ہوگا۔ پس اس غرض کے حصول کے لئے کوئی عام قاعدہ بنانا شقاق و فساد کی بنیاد رکھنا ہوگا۔ اگر کانفرنس اپنے کام میں کامیاب ہونی چاہتی ہے تو اس کو چاہیئے کہ اصلاح رسوم کا کام ہر فرقہ کے علماء اور عمائدین کے ہاتھ میں رہنے دے اور اسی وقت اور اسی حد تک دخل دے کہ کسی جماعت کے علماء اور عمائدین اس کے ساتھ متفق ہوں اس کا ایک آسان طریق بتاتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ مرکزی نظام کی طرف سے ایک کمیٹی تحقیقاتی بٹھائی جائے جو ہر ضلع میں اپنے ماتحت سب کمیٹیاں مقرر کر دے جو اپنے اپنے علاقہ کی قابل اصلاح رسوم کی فہرست بنا کر اور ساتھ یہ لکھ کر کہ فلاں فلاں فرقہ یا جماعت میں پائی جاتی ہیں مرکزی کمیٹی کو اطلاع دے مرکزی جماعت تمام رسوم کی ایک فرقہ وار لسٹ بنا دے یعنی اس طرح فلاں فرقہ اور جماعت میں فلاں فلاں رسم پائی جاتی ہے جس کی اصلاح تمدنی یا اخلاقی لحاظ سے ضروری ہے اور پھر وہ لسٹ ہر فرقہ کے علماء کی کمیٹی کو دے کہ وہ اس پر اپنی رائے لکھیں کہ اس لسٹ میں سے کون سے امور کو وہ مذہبی اعمال سمجھتے ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا دخل دینا ناپسند کرتے ہیں اور کون سے امور کو وہ مضر اور قابل اصلاح رسوم سمجھتے ہیں جن امور کو وہ رسوم قرار دیں ان کے

نہیں ان کی اور علمائے دین فرقہ کی مدد سے اصلاح کی کوشش کی جائے اور جن امور کو وہ مذہب کا حصہ یا ضروری قرار دیں ان کو اس قوم کی اصلاح کے متعلق پروگرام سے نکال دیا جائے گو مرکزی جماعت کا یہ حق ہوگا کہ وہ تبادلۂ خیالات کے ذریعہ سے کسی فرقہ کے علماء کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کرے اور ان پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ وہ امور رسوم ہیں۔ مذہب کا حصہ نہیں ہیں مگر یہ افہام تفہیم ایسے رنگ میں ہونی چاہیئے۔ کہ بحث و مباحثہ کا رنگ اختیار نہ کرے۔

ہر فرقہ کے علماء کی کمیٹی

اس اصلاح کام کو کامیاب بنانے کے لئے اور دوسرے نظام کو مکمل کرنے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ہر فرقہ کے لوگوں سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ اپنے علماء کی ایک کمیٹی تجویز کریں۔ جس سے تمام ایسے امور میں اس فرقہ کے متعلق مرکزی نظام مشورہ لے سکے۔ جن کا اثر مذہب پر پڑتا ہے اور جن کی مدد سے وہ اس فرقہ کے نقطۂ خیال کو سمجھنے میں کامیاب ہو سکے ایسی کمیٹیاں اگر ان سے صحیح طور پر کام لیا جائے نہایت ہی مفید ہوں گی۔

پنچائتوں کا قیام

تصفیہ تنازعات اور پنچائتوں کا قیام بھی ایک نہایت ہی نازک سوال ہے اور اس میں سب سے بڑی مشکل اختلافات بین الجماعات کی ہے بعض فرقے دوسرے فرقوں کے استقدر مخالف ہیں کہ ان کو ان سے انصاف کی ہرگز کوئی امید نہیں ہو سکتی جبکہ جانیں محفوظ نہ ہوں ان کے مال اور عزتیں کہاں محفوظ ہو سکتی ہیں۔ پس پنچائتوں کا کام قانون نہیں بنایا جا سکتا (۱) ہر فرقہ کے لوگ آپس کے جھگڑوں کو لازماً آپس میں طے کریں۔ عدالتوں میں ان کو نہ لے جاویں۔ سوائے فوجداری مقدمات کے جن میں سے ایسے مقدمات جن کا عدالتوں میں لے جانا قانونی طور پر ضروری ہے اس قاعدہ سے مستثنیٰ سمجھیں جاویں (۲) دو مختلف جماعتوں کے لوگوں کے جھگڑے کی صورت میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ جو جماعتیں کہ عام نظام میں شامل ہونا چاہتی ہیں وہ اس میں شامل ہو جاویں جن کو اپنی ہمسایہ قوم پر اعتبار نہ ہو ان کو مہلت دی جائے کہ وہ اس نظام کی خوبی کا تجربہ کر لیں پھر جو جو قوم مطمئن ہوتی جائے وہ عام نظام نظام پنچائت میں شامل ہوتی جائے + ہاں یہ ضروری ہوگا کہ تجارتی اور صنعتی جھگڑوں کو عام پنچائتوں سے الگ رکھا جائے کیونکہ ان باریکیوں کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے پس عام پنچائتوں کے ساتھ ساتھ ایک تجارتی و صنعتی پنچائتوں کا سلسلہ بھی ہونا چاہیئے۔

تحفظ مساجد و اوقاف و قیام مکاتب

یہ سوال بھی گو توجہ طلب ہے مگر پیچیدہ ضرور ہے میرے نزدیک اس سوال کو ان دنوں خواہ مخواہ ایک قومی رنگ دے دیا گیا ہے میرے نزدیک یہ ضروری ہے کہ مساجد کی حفاظت ہو۔ مگر مساجد کی حفاظت اسطرح نہیں ہو سکتی کہ ہم ان چھتوں کا خیال رکھیں اور وہاں لوٹے مہیا کریں بلکہ مساجد کی حفاظت نماز کی طرف توجہ پیدا کرانے سے ہو سکتی ہے جس مسجد کی نمازی موجود ہیں وہ آباد ہے اور اس کی حفاظت کے لئے کسی بیرونی جد وجہد کی ضرورت نہیں اس تحفظ مساجد کا اصل حل مسلمانوں میں مذہبی روح کا پیدا کرنا ہے اور بڑوں اور چھوٹوں کو مجبور کرنا ہوتا ہے کہ وہ نمازوں میں شامل ہوں +

بے شک مساجد شکستہ ہیں اور جن کا انتظام خراب ہے ان کا انتظام کرنا چاہیئے مگر کثیر التعداد جماعتوں کو ایک منٹ کے لئے بھی قلیل التعداد جماعتوں کی مساجد میں دخل اندازی کا خیال نہیں کرنا چاہیئے ورنہ مسجدیں آباد نہ ہوں گی ویران ہوں گی۔ اسلام کی طاقت بڑھے گی نہیں کمزور ہوگی +

اوقاف کے متعلق بھی یہی خیال رہنا چاہیئے اور یہی قاعدہ ہونا چاہیئے کہ جس غرض کے لئے کوئی وقف ہے اور جس قوم کا وقف ہے اسکا انتظام اسی کے ذریعہ سے ہو نہ کہ دوسری قوم بلاوجہ اس میں دخل دینے کی کوشش کریں + قیام مکاتب نہایت ضروری ہے بغیر تعلیم کے نظام قائم نہیں رہ سکتا میرے نزدیک تو اگر روپیہ مہیا ہو سکے تو ابتدائی تعلیم ہر مسلمان کے لئے ممکن الحصول بنا دینی ہے بلکہ ہر مسلمان کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں تعلیم دلوائے +

ہندو مسلم منافقات و تعلقات

ساتواں امر ایجنڈے میں ہندو مسلم منافقات و تعلقات کا ہے اور درحقیقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کانفرنس کی ضرورت ہی اس سوال کے سبب سے پیدا ہوئی ہے اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات درست ہوتے تو اس رنگ میں تنظیم اور سنگھٹن کا خیال بھی شاید پیدا نہ ہوتا۔

میری رائے میں ملک کی سخت بدقسمتی ہوگی۔ اگر ہم اس سوال کو حل نہ کر سکیں اگر مسلمان ہندو آپس میں محبت سے نہیں رہ سکتے تو وہ ہرگز سلف گورنمنٹ کے مستحق نہیں اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان آج بھی پوری طرح سلف گورنمنٹ کے حصول کے قابل ہے۔ بشرطیکہ قومی منافقات دور ہو جائیں اور سو سال تک بھی سلف گورنمنٹ کے قابل نہ ہوگا اگر قومی منافقات دور نہ ہوں خواہ انفرادی طور پر ہندوستان کے باشندے یورپ کے لوگوں سے کتنے ہی زیادہ تعلیم یافتہ اور مہذب کیوں نہ ہو جائیں میرے نزدیک ہمیں اپنی قومی زندگی کے تحفظ کے سامان کرنے کے ساتھ ہر طرح ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشش کرنی چاہیئے اور اس کے لئے قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے بشرطیکہ وہ قربانی ہماری قومی زندگی کو کلیۃً کمزور کرنیوالی نہ ہو

ہندو مسلم منافقات کی وجہ

جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمام اختلافات کی بنیاد دو امر ہیں (۱) اختلاف کے باوجود اتحاد کرنے کی حقیقت کو نہ سمجھنا اور جو طبعی اختلافات ہیں ان کو بالجبر مٹانے کی کوشش کرنا (۲) اس امر سے آنکھیں بند رکھنا کہ ہندو مسلمانوں میں حقیقتاً سیاسی اختلاف بھی موجود ہے اور اس اختلاف کی موجودگی میں اتحاد کی صورت صرف یہی ہو سکتی ہے کہ ایسے قواعد بن جاویں جن پر چلکر ہر ایک قوم دوسرے کے حملہ سے محفوظ ہو جائے کیونکہ جب تک اطمینان نہ ہو جائے اسوقت تک امن نہیں ہو سکتا۔

پہلے امر کی حقیقت کو نہ سمجھنے کے سبب سے گائے کی قربانی مساجد اور مندروں کے احترام کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ان کے عقائد کے مطابق عمل کریں اور مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ ہندو ان کے معتقدات کا لحاظ رکھیں حالانکہ اگر دونوں فریق ایک دوسرے کے معتقدات سے متفق ہوتے تو اختلاف ہوتا ہی کیوں؟ ایک ہندو گائے کا احترام کرتا ہے لیکن اسکا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ایک مسلمان سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ گائے کو ذبح نہ کرے جسطرح ایک مسلمان کا یہ حق نہیں کہ وہ ایک ہندو کو سود لینے سے باز رکھنے کی کوشش کرے اسی طرح ایک مسلمان کا کوئی حق نہیں کہ وہ ایک ہندو سے درخواست کرے کہ وہ مسجد کے پاس سے گذرتے ہوئے باجا نہ بجائے۔ نہ ایک ہندو کا حق ہے کہ وہ مسلمانوں کی کسی مذہبی رسم کو مندر کے قریب بجا لانے میں روک ڈالے۔ اختلاف وسعت حوصلہ سے مٹتا ہے اور وسعت حوصلہ اس کا نام ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے مخالف عقیدہ رکھتا ہے تو ہم انکو اس کے عقیدہ کے مطابق کام کرنے دیں۔ خود اپنے عقیدہ کے مطابق کریں + قل اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل اور لکم دینکم ولی دین + ہم سمجھانے کا حق رکھتے ہیں لڑنے جھگڑنے کا نہیں +

مذہبی عقائد میں دخل نہ دیا جائے

پس چاہیئے کہ ہندو مسلمان اس امر کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ ایک دوسرے کے عقیدہ اور مذہبی امور میں دخل نہ دیں۔ ہندو گائے کے مسئلہ میں مسلمانوں کو آزاد چھوڑ دیں۔ مسلمان ہندوؤں کو شرک کے مسئلہ میں اور سکھوں کو جھٹکہ اور مسیحیوں کو سود کے مسئلہ میں کچھ نہ کہیں مسلمان مسجد میں نماز پڑھیں اس کے باہر جو کچھ چاہے کوئی کرے اس میں دخل نہ دیں اور ہندو مندر میں جو چاہیں کریں مگر گلیوں میں مسلمانوں سے نہ الجھیں۔ پبلک سڑکوں اور پبلک جگہوں کو خواہ مخواہ کی مذہبی نمائشوں سے بچایا جائے

ہندو مسلم تعلقات

اس سوال کا دوسرا حصہ ہندو مسلم تعلقات کے متعلق ہے اور یہ تعلقات اس دوسرے نقص کے سبب سے جسے اوپر بیان کر آیا ہوں خراب ہو رہے ہیں یعنی یہ کہ اس امر کو محسوس نہیں کیا جاتا کہ ایک لمبے عرصہ کے بغض و عناد کے سبب سے ہندو مسلم تعلقات خراب ہو رہے ہیں اور یہ کہ تعلقات کی خرابی کا باعث وہ کروڑوں ہندو اور مسلمان ہیں جو روزانہ آپس میں مل رہے ہیں نہ کہ بعض لیڈر۔ لیڈر بعض دفعہ اشتعال کا موجب ہو جاتے ہیں مگر آتشی مادہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے قلوب میں موجود ہے پس لیڈروں کی صلح سے ہرگز امن قائم نہیں ہو سکتا ہندوستان نہ گاندھیوں نہ مالویوں نہ داسوں نہ نہروؤں اور نہ جیوں سے آباد ہے نہ علی برادران اور ابوالکلاموں سے۔ پس ان لوگوں کے سمجھوتے کا اثر عوام پر پڑ سکتا ہے نہ ان کے قلوب کا انعکاس لوگوں کے قلوب پر۔ اور اگر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں لاکھوں کروڑوں ہندو مسلمانوں کے حقوق تلف کرتے ہوئے نظر آئینگے تو امن کو کوئی قائم نہ رکھ سکے گا۔ مگر امن تب ہو سکتا ہے جبکہ اس حالت شقاق کو تسلیم کر لیا جائے اور بجائے آنکھیں بند کر کے صلح کا اعلان کرنے کے جو چند ماہ سے زیادہ نہ ٹھیرے گا اور وہ بھی ظاہر میں کیونکہ عملاً ایک دوسری کی گردن برابر کاٹی جاتی رہے گی چاہیئے کہ عارضی طور پر ایسے قوانین بنائے جاویں جن سے قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق محفوظ ہو جاویں اور ہندو صاحبان اس امر کو تسلیم کر لیں کہ مسلمانوں اور دیگر قلیل التعداد جماعتوں کو ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق نیابتی حقوق بھی ملیں اور سرکاری خدمات کا حصہ بھی اور نہ صرف اس معاہدہ پر عمل ہو بلکہ اس کو کانسٹی ٹیوشن میں داخل کیا جاوے تاکہ کثیر التعداد جماعت اپنی کثرت تعداد کے گھمنڈ میں اس کو کسی وقت بھی قلیل التعداد جماعتوں کی مرضی کے خلاف بدل نہ سکے +

ہندوؤں کی چھوت چھات

اسی طرح چونکہ ہندو لوگ مسلمانوں سے خورد ونوش کے سامان نہیں خریدتے اور ہر سال کم سے کم پچیس کروڑ روپیہ ہندوؤں کی جیبوں میں مسلمانوں کا چلا جاتا ہے جس کا واپس آنا ممکن نہیں ہوتا ہے مسلمانوں کو اپنی تمدنی ضروریات کے لئے اپنی قومی زندگی کی حفاظت کے لئے اسوقت تک کہ ہندو مسلمانوں کا یہ مقاطعہ چھوڑ دیں۔ ہندوؤں سے خورد ونوش کی چیزیں ہرگز نہیں خریدنی چاہئیں اور چھوت چھات کے اس ہتھیار کو نہایت مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیئے اور ہندوؤں کو احساس دلانا چاہیئے کہ اس طریق کے بغیر مسلمانوں کی مالی حالت بھی درست نہیں ہو سکتی اور کبھی تمدنی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتے +

سیاست ہند کے متعلق مسلمانوں کا رویہ

آٹھواں سوال سیاست ہند کے متعلق مسلمانوں کے رویہ کے متعلق ہے مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی عقلمند ایک منٹ کے لئے بھی خیال کرے گا کہ مسلمانوں کو سلف گورنمنٹ کے حصول کی کوشش

کوشش کرنی چاہیئے یا نہیں۔ آزادی ہر انسان کا حق ہے اور مسلمان اس حق کو نظر انداز نہیں کر سکتے مگر سوال صرف طریق عمل کا ہے۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ میرے نزدیک عدم تعاون سے تعاون زیادہ کارآمد حربہ ہے اور میں ان لوگوں سے جو اس حربہ کو استعمال کئے بغیر عدم تعاون پر عامل ہو گئے ہیں۔ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ تعاون کا حربہ بھی چلا کر دیکھیں۔ بیشک اس حربہ کا چلانا بہت بڑی جرأت اور دن رات کی محنت چاہتا ہے۔ مگر ملک کی بہتری ایسا کام نہیں جس کے لئے ذاتی آرام کی قربانی نہ کی جا سکے۔ میں ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کہ تعاون کا تجربہ کر لیا گیا ہے۔ تعاون کا نہیں خوشامد کا لالچ کا حرص کا طمع کا ملکہ جھوٹ کا اور فریب کا تجربہ اسوقت تک کیا گیا ہے ملک کے فائدے کو مدنظر رکھ کر تعاون کا تجربہ بحیثیت قوم اب تک ہندوستان نے تو الگ رہا کسی ایک قوم نے بھی نہیں کیا۔ پس اس امر کو بلا تجربہ کئے چھوڑ دینا اور ملک کو فتنہ و فساد کی ندی میں دھکیل دینا کہ حوادث زمانہ کی تھپیڑیں کھاتا پھرے کسی طرح درست نہیں ہو سکتا اور کم سے کم میں یہ کہوں گا کہ اگر ذاتی عدم تعاون کا قائل ہو تو اسے نہیں چاہیئے کہ تعاون کے خیال والوں کی ذاتی مخالفت کرے یا ان کی نسبت بدالزام لگائے۔ افسوس مسلمانوں نے اپنے پچھلے غلط رویہ سے کتنا نقصان اٹھایا ہے جبکہ ہندوؤں کے تعاونی لیڈر پنڈت مالویہ صاحب پبلک اور کانگریس میں ویسے ہی معزز رہے جیسے کہ وہ پہلے تھے۔ سر سپرو اور شاستری اسی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے جس سے پہلے دیکھے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے لیڈر مسٹر جناح اور فضل الحق سر شفیع اور اسی قسم کے دوسرے لوگ جو عدم تعاون کے قائل نہ تھے یا اسکے اندھا دھند مقلد نہ تھے ان کی آواز اسطرح دبا دی گئی کہ گویا انہوں نے ملک کی خدمت کوئی کی ہی نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو تعاون اور عدم تعاون دونوں کے فوائد سے مالامال ہو گئے۔ اور مسلمان دونوں طرف سے گھاٹے میں رہے۔

پچھلے سال سفر یورپ میں جن یورپین اہل الرائے سے ملا ہوں میں نے دیکھا ہے سوائے ایک دو کے سب کے سب باوجود اختلاف کے ہندو لیڈروں کے مداح تھے اور سوائے ایک دو کے سب کے سب مسلمان لیڈروں کو حقیر اور بے وقوف سمجھتے تھے اور اسکا باعث یہی ہے کہ مسلمان ایک وقت میں اپنے لیڈروں کو سر پر چڑھاتے ہیں دوسرے وقت میں ان کو اختلاف پر قعر ذلت میں گرا دیتے ہیں حالانکہ اعزاز اور اکرام اور شئے ہے۔ اتباع اور شئے وہ ان کی اتباع نہ کریں مگر اختلاف رائے سے جو دیانت داری پر مبنی ہو ان کی پچھلی خدمات پر پانی کیوں پھر جاتا ہے۔

سیاست سوداہی

دوسرا نقص یہ ہے کہ ہم لوگ اس امر کو نہیں جانتے کہ سودا کیا شئے ہے تمام سیاست سودے پر چل رہی ہے اور جبتک یہ سودا ہم نہ سیکھیں گے اسوقت تک نہ گورنمنٹ کے ساتھ معاملہ میں کامیاب ہوں گے اور نہ دوسری اقوام سے۔ ہمیں کبھی یہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ جو کچھ کہتے ہیں بس اس سے ہم ایک قدم نہیں ہٹیں گے۔ بلکہ ہم حسن تدبیر سے یہ کوشش کریں کہ دلیل سے حکمت سے دوسرے کو اپنے مطلب کی طرف کھینچ لاویں بلکہ اپنے مطالبہ سے بھی زیادہ حق لے لیں لیکن عدم تسامح کی کارروائی پر ہمیں کبھی عمل نہیں کرنا چاہیئے ہمیں دنیا کے سامنے کبھی اپنے مطالبات اس صورت میں نہیں رکھنے چاہئیں کہ ان کو مانتے ہو تو مانو ورنہ ہم جاتے ہیں۔ بلکہ اس پر ہمیشہ آمادہ رہنا چاہیئے اور اس آمادگی کو ظاہر کرنا چاہیئے کہ دوسرے کی مشکلات اور اس کے راستہ کی روکوں کو بھی ہم غور سے سنیں گے اور ان کا لحاظ کریں گے۔

علیحدہ حق نیابت

میرے نزدیک مسلمانوں کی سیاسی طاقت کے مضبوط کرنے اور گورنمنٹ میں انکی آواز کو درزنداں بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے مطالبات کو اسطرح پیش کیا جایا کرے کہ وہ صرف معقول ہی نہ ہو بلکہ دوسروں کو بھی معقول نظر آویں میں مثال کے طور پر ایک امر کو لیتا ہوں اور وہ علیحدہ حق نیابت ہے۔ یورپ کے لوگ علیحدہ حق نیابت کو ملک کے حق میں سخت مضر خیال کرتے ہیں اور یہ بات بھی درست ہے مگر مسلمانوں کی کمزوری ہندوؤں کا کل شعبوں پر قبضہ اور مسلمانوں کی ترقی کے راستے بند کر دینا ہمیں مجبور کرتا ہے جبتک اس حالت کی اصلاح نہ ہو جائے جداگانہ حق نیابت کا مطالبہ کریں بلکہ ملازمتوں میں بھی اپنا نسبتی حق مانگیں اب یورپ کے نزدیک جداگانہ حق نیابتی تو خودکشی ہے لیکن ملازمتوں میں حق نسبتی کا مطالبہ پورا اور کھلا ہوا جنون ہے۔ اتفاق ایسا ہے کہ ہندوؤں کا بوجہ کثیر التعداد ہونے کے اس کے رائج کرنے میں فائدہ ہے پس وہ اپنے فائدے کی غرض سے اس کی تائید کرتے ہیں اور اہل یورپ سمجھتے ہیں کہ وہ دانا ہیں اور مسلمان پاگل اور ملک کے دشمن۔ مجھ سے لنڈن کے سب سے زیادہ بڑے روزانہ اخباروں کے ایڈیٹروں میں سے ایک نے جو مسلمانوں کی تائید میں تھا۔ حیرت سے ذکر کیا کہ یہ پاگلانہ مطالبہ مسلمان کسطرح کرتے ہیں۔ لارڈ منٹو کے وعدے کی وجہ سے وہ جداگانہ حق نیابتی کو اڑا نہیں سکتے مگر دل میں سب سمجھتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ اور اب جو ملازمتوں کا سوال اٹھا ہے اس کے بارے میں تو وہ یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا ظلم اور دیوانگی ہے۔ پس ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات کو ایسی زبان میں اور واقعات کی روشنی میں گورنمنٹ اور اہل انگلستان کے سامنے رکھا جائے کہ وہ سمجھ لیں کہ ہمارے مطالبات گو اصولاً درست نہ ہوں مگر وقتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اشد ضروری ہیں اور ان کو اس وقت تک نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جبتک حالات تبدیل نہ ہو جاویں غرض چونکہ انڈین گورنمنٹ ہمارے سامنے جوابدہ نہیں مگر انگلستان میں جوابدہ ہے اسلئے گورنمنٹ کے سامنے اپنی ضروریات کو مدلل پیش کرنے کے علاوہ یہ لازمی ہے کہ ہم انگلستان کی عام رائے میں تبدیلی پیدا کریں۔ غیر تو غیر میں نے دیکھا ہے کہ انگلستان میں جو مسلمان طلباء پڑھتے ہیں وہ بھی اپنے ملک سے دور ہونے کے سبب اور ہندوستان کے واقعات سے ناواقفیت کے سبب جداگانہ نیابت اور حقوق ملازمت کے مطالبات کو لغو اور ملک کے حق میں مضر خیال کرتے ہیں جب ہمارے بچوں کا یہ حال ہے تو ہم دوسروں سے کیا امید رکھ سکتے ہیں

مسئلہ تعلیم و تجارت

آخری مسئلہ تعلیم و تجارت و صنعت و حرفت کی ترقی کا مسئلہ ہے تعلیم کے متعلق تو میں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تعلیم میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ بچوں میں قومی روح پھونکی جائے۔ موجودہ حالت یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کے سامنے کوئی خوش کن امنگ نہیں ہے جسکی وجہ سے شاندار مستقبل کی امید ان کے دلوں میں پیدا ہو سکے ہمارے سب بادشاہوں سب بزرگوں کی ایسی بھیانک شکل ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے کہ تعصباً اگر ہم ان کو اچھا کہیں تو اور بات ہے ورنہ دل ان کے اندر کوئی خوبی نہیں دیکھتے مجھے تعجب آتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ ادبی رسالوں میں خود مسلمان مصنف بادشاہوں کی نیت پر حملہ کرتے ہیں۔ حالانکہ نیت سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ نیت پر حملہ ہمیشہ دشمن کرتا ہے کیونکہ وہ ایک ظاہری جائز بات کو بری کر کے دکھا نہیں سکتا۔ جبتک نیت پر حملہ نہ کرے اور جب ایک تعلیم یافتہ مسلمان یہی فعل کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی قومی حس مر گئی ہے وہ اچھے برے اخلاق میں تمیز نہیں کر سکتا اور یہ نتیجہ اس غلط تعلیم کا ہے جو اس کو دی گئی ہے پس تعلیم کا یہ پہلو خاص توجہ کا مستحق ہے۔

مسلمان بادشاہوں کی خوبیاں

ہمیں مسلمان بادشاہوں کی یہ خوبیاں جو چھپائی جاتی ہیں۔ ظاہر کرنی چاہئیں اور ان کی وہ غلطیاں جو ان کے زمانہ تمدن کا نتیجہ تھیں ان کے متعلق ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ طبعی غلطیاں تھیں۔ اخلاقی نہ تھیں۔ ہاں جو فی الواقع برے آدمی ہوں ان کی برائی کا بھی اقرار کیا جائے اور کونسی قوم ہے جس میں اچھے اور برے لوگ نہ پائے جاتے ہوں اسلام کے دشمنوں نے باقاعدہ اشاعت کا کام اسلامی بادشاہوں کے خلاف شروع کیا ہوا ہے۔ اور اس کا ازالہ ضروری ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر یہ واقع نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ جسقدر مسلمانوں کو دیندار کہا جاتا ہے ان کو ظالم بنایا جاتا ہے اور جسقدر بادشاہوں یا دوسرے بڑے لوگوں کو عادل یا عاقل ثابت کیا جاتا ہے ساتھ ہی ان کی اسلام سے بیزاری بھی ثابت کی جاتی ہے کیا اس امر کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ واقعات سے بحث کی جاتی ہے نئے خیالات پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی

دینی تعلیم کی ضرورت

اسی طرح یہ ضروری ہے کہ دینی تعلیم کی طرف خاص طور پر توجہ کی جائے بغیر دینی تعلیم کے مسلمان مسلمان نہیں بن سکتے اور جس کو اسلام سے محبت ہے وہ اچھی اعلیٰ سے اعلیٰ دنیوی تعلیم دیکھ کر بھی خوش نہیں ہو سکتا۔ جبتک اس کے ساتھ دینی تعلیم نہیں۔

اسلامی تمدن پر تاریخی کتب

تعلیمی پہلو کو مکمل کرنے کے لئے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ایسی تاریخی کتب لکھی جاویں اور طالب علموں کو پڑھائی جاویں جو اسلامی تمدن پر روشنی ڈالتی ہوں اسوقت تک جو کتب لکھی جاتی ہیں وہ علاوہ ناقص ہونے کے چند آدمیوں کے حالات پر مشتمل ہوتی ہیں ان سے مسلمانوں کے تمدن کا بحیثیت قوم کچھ پتہ نہیں لگتا اور کسی ایک یا چند آدمیوں کے اچھے یا برے یا عالم یا جاہل ہونے سے اس قوم کی حالت کا صحیح اندازہ کامل تو الگ رہا ناقص طور پر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

تعلیم نسواں

تعلیم کی تکمیل کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ عورتوں کی تعلیم کی طرف خاص طور پر زور دیا جائے عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی۔ مگر چونکہ عورتوں کے بیشتر حصہ نے ملازمت نہیں کرنی ان کی تعلیم میں زیادہ زور دینی تعلیم پر ہونا چاہیئے تا وہ اپنے بچے اور بچیوں کو پکے مسلمان بنا کر اپنی قوم کے سامنے پیش کریں اور امور خانہ داری کی تعلیم ہونی چاہیئے تا وہ اچھی ساتھی بن سکیں اور صنعت و حرفت کی تعلیم ہونی چاہیئے تا وہ عندالضرورت اپنے گھروں میں بیٹھ کر بھی اپنی معیشت کا سامان پیدا کر سکیں اور عندالفراغت غرباء کی مدد کر سکیں اور نرسنگ کی تعلیم ہونی چاہیئے تا کہ وہ وقت ضرورت اپنے ملک اور اپنے خاندان کی خدمت کر سکیں۔ ہاں ان کے ساتھ زبانوں اور باب وغیرہ کی بھی تعلیم ہو۔ کیونکہ یہ علوم تمدن کے قیام اور عقل کی تیزی کے لئے ضروری ہیں +

مسلمان بچے اور تمدن یورپ

مگر میرے نزدیک سب سے ضروری چیز اسوقت ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم بچوں کو یورپ کے تمدن سے آزاد کرائیں تمدنی غلامی سیاسی غلامی سے بہت بڑھ کر ہے۔ سیاسی غلامی میں انسان کا دل آزاد ہوتا ہے۔ لیکن تمدنی غلامی میں اس کا دل بھی غلام ہوتا ہے جو بہت زیادہ خطرناک بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان اپنے ظاہر اور اپنے باطن میں مغربی

تمدن کے دلدادہ ہوتے چلے جاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں جن کا خیال رکھنے میں کوئی بھی قربانی نہیں کرنی پڑتی اسلامی شعار اور آبائی تمدن چھوڑ کر مغربی تمدن اور مغربی عادات اختیار کرتے جا رہے ہیں اور جو قوم ارتقاء کے طور پر نہیں بلکہ نقل کے طور پر دوسری عادات کو اختیار کرتی ہے۔ وہ خود سیاستاً آزاد بھی ہو جائے حقیقی غلامی سے کبھی آزاد نہیں ہوتی ہیں اعلیٰ مدارج ترقی پر کبھی نہیں پہنچتی +

تجارت کے متعلق مشورہ

تجارت کے متعلق میں مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اس امر سے مسلمانوں نے سب دوسرے امور کی نسبت زیادہ تغافل برتا ہے۔ تجارت بالکل مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں ہے اس کا ہر ایک شعبہ ہندوؤں کے قبضہ میں ہے اور اس کی وجہ سے مسلمان اقتصادی طور پر ہندوؤں کے غلام ہیں اور ان کی گردنیں ایسی بری طرح ان کے پھندے میں ہیں کہ وہ بغیر ایک جان توڑ جد وجہد کے اس سے آزاد نہیں ہو سکتے آڑھت۔ [illegible] تجارت درآمد و برآمد۔ ایجنسی۔ انشورنس۔ بنکنگ ہر ایک شعبہ جو تجارت کے علم سے تعلق رکھتا ہے اس میں وہ نہ صرف پیچھے ہیں۔ بلکہ اس کے مبادی سے بھی واقف نہیں اور اس کے دروازے تک بھی نہیں پہنچے صرف چند چیزیں خرید کر دکان میں بیٹھ جانے کا نام وہ تجارت سمجھتے ہیں اور ان کو ان چیزوں کے بیچنے اور خریدنے کا بھی ڈھنگ ان کو نہیں آتا وہ اس کوچہ سے نابلد ہونے کے سبب اس ذہانت تجارت اور خلق تاجرانہ سے جس کے بغیر تجارت باوجود علم کے بھی نہیں چل سکتی ناواقف ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایک کمیشن کے ذریعہ تجارت کی تمام اقسام کی ایک لسٹ بنائی جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس کس قسم کی تجارت میں مسلمان بگڑ رہے ہیں اور کس قسم کی تجارت سے مسلمان بالکل غافل ہیں اور پھر نقائص کا ازالہ شریعت کے احکام کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے +

مسلم چیمبر آف کامرس

یہ بھی ضروری ہے کہ ایک مسلم چیمبر آف کامرس بنائی جائے تاکہ مسلمان تاجروں میں اپنی قومی کمزوری کا احساس ہو اور وہ ایک دوسرے سے تعاون کا معاملہ کرنے کے عادی ہوں۔ ایسی چیمبر سے نظام مرکزی بھی نہایت قیمتی امداد اغراض کے پورا کرنے میں لے سکتا ہے

صنعت وحرفت

صنعت وحرفت کا میدان میرے نزدیک تجارت سے بھی اہم ہے کیونکہ (۱) اس میں نفع کا زیادہ موقع ہے اور (۲) اس میں دوسرے ملکوں کی دولت کھینچی جا سکتی ہے اور (۳) ملک کے لاکھوں آدمیوں کے گزارہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے (۴) تجارت کا دارومدار اسی پر ہے۔ جو قوم اس پر اچھی طرح قابو پا لے وہ تجارت کو اپنے ہاتھ میں اچھی طرح لے سکتی ہے (۵) اس کے ذریعہ سے ملک اقتصادی اور سیاسی غلامی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے اس میدان میں بہت موقع ہے اول تو اس وجہ سے کہ جو ملکی قدیم صنعت وحرفت اس کا بیشتر حصہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے گو وہ آجکل مردہ ہے لیکن اگر اسکو ابھارا جائے تو مسلمانوں کے پاس ایک بیج موجود ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ وسیع پیمانے پر صنعت وحرفت کا تجربہ ابھی ہمارے ملک میں شروع نہیں ہوا یہ صیغہ ابھی ابتدائی تجارب کی حالت میں ہے اور بہت ہی قریب زمانہ سے لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئے ہیں پس مسلمانوں کے لئے اسکا دروازہ بند نہیں اور وہ آسانی سے اپنا حصہ بلکہ اپنے حصہ سے بڑھکر اس شعبہ عمل میں حاصل کر سکتے ہیں۔ پس میرے نزدیک اس امر کی طرف فوری توجہ ہونی چاہیئے اور اس کا بہترین طریق یہی ہے کہ (۱) ایک بورڈ آف انڈسٹریز مقرر کیا جائے۔ جس کا کام یہ ہو کہ وہ ان صنعتوں کی ایک فہرست بنائے جو اسوقت مسلمانوں میں رائج ہو رہی ہیں اور ان کی جو آسانی سے رائج ہو سکتی ہیں۔ اور ان کی جنکی ملک کی اقتصادی آزادی کے لئے ضرورت ہے۔ جو رائج ہیں ان کو ایک نظام میں لاکر ترقی دینے کی کوشش کی جائے اور جو ملک میں رائج ہیں مگر مسلمان ان سے غافل ہیں۔ ان کی طرف مسلمان سرمایہ داروں کو توجہ دلا کر ان کو جاری کروایا جائے اور جو ملک میں رائج ہی نہیں ہیں مگر ان کی ضرورت ہے ان کے لئے تجربہ کار آدمیوں کا ایک وفد بیرونی ممالک میں بھیجا جائے۔ جو ان کے متعلق تمام ضروری معلومات بہم پہنچائے اور جن جن صنعتوں کا اجراء وہ ممکن قرار دے ان کے لئے ہوشیار طالب علموں کو وظیفہ دیکر بیرونی ممالک میں تعلیم دلوائی جائے اور ان کی واپسی پر مسلم سرمایہ داروں کے ذریعہ سے ان صنعتوں کے کارخانے جاری کئے جاویں +

سیاسی اتحاد کے بغیر کامیابی محال ہے

میں جسقدر کہ ایک مختصر پمفلٹ میں لکھا جا سکتا ہے۔ لکھ چکا ہوں۔ تفاصیل پر بحث اس وقت کر سکتا ہوں جبکہ ان کی ضرورت محسوس ہو۔ اس لئے پھر ایک دفعہ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ سب محنت رائگاں اور سب تدابیر عبث جائینگی اگر اس امر کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا گیا۔ کہ باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے اغیار کی نظروں میں مسلمان ہیں اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان ہے۔ پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتووں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی سیاسی ضرورت کے لئے ان لوگوں سے ملکر کام نہیں کر سکتے جن کو تم مسلمان نہیں سمجھتے اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ یوں کہو کہ سیاسی حفاظت کے لئے آپس میں ملکر کام نہ کر سکیں اگر ہم ایسے موقعہ پر اتحاد نہ کر سکیں گے تو یقیناً اس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لئے ہے۔ اپنے نفسوں کے لئے ہے اللہ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

خاکسار

میرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ۔ قادیان ضلع گورداسپور

درخواست دعاء

ایڈیٹر الحکم صاحبزادی۔ میری ہمشیرہ "حامدہ خاتون" عرصہ چار سال سے بیمار ہے۔ ان دنوں سخت بیماری کا دورہ پڑا ہے۔ تمام احباب دردِ دل سے صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (یوسف علی ابن شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی)

معلومات

ہندوستان کی ایک نامعلوم جنگلی قوم

کیلے کے پتے کھاتی اور پہنتی ہے

معلوم ہوا ہے کہ جنوبی مالابار کے علاقہ نیلمبر کے بعض جنگلوں میں ایک جماعت پائی گئی ہے جو اپنے آپ کو چولا نایک کہتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دوسرے انسانوں سے بہت خائف رہتی ہے اور اپنے گھروں میں جو گھنے جنگل کے عین وسط میں ہیں باہر کبھی نہیں نکلتی اس کی خوراک جنگلی پھل اور جڑیں ہیں جو اس جنگل میں دستیاب ہوتے ہیں اور ان کی پوشاکیں ایک قسم کے جنگلی کیلے کے پتوں کی ہے۔ جو وہاں پیدا ہوتا ہے ان کی صورت شکل اور دیگر طریق زندگی کے متعلق تفصیلات ابھی حاصل نہیں ہوئیں

قانون الٰہی کا ایک حیرت انگیز کرشمہ

۲۰ سال کی عمر میں ایک عورت مرد بن گئی

ہمعصر "اقدام" اپنی ۱۱ر جون کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ کل محکمہ حفظان صحت کے میڈیکل افسر کے روبرو ایک معلمہ پیش ہوئی۔ اس کی عمر کوئی ۲۰ سال کی ہے۔ اس معلمہ نے افسر مذکور سے بیان کیا کہ عرصہ سے مجھ میں مردانہ علامتیں نمودار ہو رہی ہیں اور اب بالکل مرد بن گئی ہوں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے سارے جسم کا اسکے معائنہ کیا۔ اور حسب ذیل رائے لکھی +

میرے پاس یہ عورت آئی اور میں نے اس کے جسم کا معائنہ کیا ہے اور تمام علامتیں مردانہ پائی ہیں اس کا وجود اب بالکل مردوں کا سا ہے + اس کا نام پہلے صائمہ خانم تھا اب اس نے صائم بک نام رکھ لیا ہے ([illegible] اخبار)

* * *

اطلاع

جناب عرفانی صاحب کا سفرنامہ مصر ان شاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں شائع ہوگا +

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے اسکے کلام و حالات کو پڑھو

یاد حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے اور کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے۔ کہ

حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی پڑھو

ان حالات زندگی سے معلوم ہو گا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی اور آپکے مشاغل زندگی کیا تھے؟ خدا تعالیٰ سے اور اسکی مخلوق سے ان ایام میں آپکے تعلقات کس قسم کے تھے آپکی سوانحعمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں اور حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں قیمت دو جلد دو روپے آٹھ آنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق

سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلیے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور آپ کے کریکٹر کی اعلیٰ شان کا علم حاصل کریں تو

سیرۃ مسیح موعودؑ

کا مطالعہ ضروری ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے یہ شمائل و اخلاق کی جلد کا پہلا حصہ ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات آپکے فلسفہ اخلاق کا امتیاز اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع تعلیم یافتہ جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ قیمت صرف عہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے ہیں وہ اس وقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔

یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور قوت رکھتے ہیں اور نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔

خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان دعاؤں کی قبولیت کے راز دعاؤں کے اثر اور قنوت کے اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا۔ اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت اسلام کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت اور جلالی و جمالی شان کا اظہار پرشوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔

غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی ہنیں صرف ۸ ر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی تحریریں

حضرت مسیح موعودؑ کی وہ تحریریں جو آپنے اپنی بعثت سے پہلے لکھی تھیں جمع کی جا رہی ہیں ان میں سے ایک حصہ پہلے شائع ہوا تھا اور باقی حصص اب ان شاء اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے شائع ہوں گے ان تحریروں میں بعض نہایت عجیب و غریب اور قیمتی جواہرات ہیں جن کو دنیا اب کسی قیمت پر بھی پیدا نہیں کر سکتی۔ مگر ایڈیٹر الحکم اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہے کہ

اس کے گھر میں یہ دولت موجود ہے

مگر اس نے ارادہ کیا ہے کہ یہ دنیا کا حق ہے اس کو دیدیا جاوے اس لئے جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کی جاوے گی مگر اس کی اشاعت جماعت کے حوصلہ پر موقوف ہے جبتک کم از کم ایک ہزار درخواست نہ ہو میں نہیں شائع کروں گا انھیں جواہرات میں سے ایک

قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ ہے

اور ایک پادری مورلیس اور سراج الدین عیسائی کی خط و کتابت پر محاکمہ ہے ان میں سے ہر ایک کی قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ ہے احباب درخواستیں بھیجیں

یہ تمام کتابیں منیجر اخبار الحکم کے نام درخواست بھیجنے پر مل سکتی ہیں۔

فاحفظ فانہ من الاسرار المخفیۃ

دوائی اکسیر الاجسام تیار ہو گئی

جس دوائی کی تیاری کیلئے سال ماسبق سے کوشش ہو رہی تھی بالآخر وہ ناظرین الحکم کے بڑھے ہوئے اشتیاق کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جیسی کہ توقع تھی اب بالکل تیار ہو کر سلسلہ وار خریداران کی خدمت میں جا رہی ہے ہر چند دوائی مذکور بہمہ وجوہ ترتیب اجزاء و تجربہ و ساخت کے لحاظ سے اپنی صفات سے متصف ہے۔ جیسا کہ ذیل میں احباب کی واقفیت کیلئے مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی تاثیر اور برکت شافی مطلق کے فضل پر موقوف ہے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ کس قدر دیانت کے ساتھ لا انتہا محنتوں اور مشقتوں سے یہ دوائی تیار ہوئی ہے کیونکہ یہ میرا فرض تھا اور یہ توفیق بھی اسی حکیم مطلق کی طرف سے ملتی ہے جس نے خشک گھاسوں اور جڑی بوٹیوں میں وہ تاثیر نہاں کر رکھی ہے جن کے استعمال سے ایک شان خدا نظر آتی ہے طریق استعمال کا ذکر علیحدہ پرچے میں کر دیا گیا ہے جو دوائی کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے دوائی کی مقدار ابھی پچاس سے زیادہ خریداران کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ صاحبان خریدار اکسیر الاجسام ایک ماہ کے استعمال کے بعد اپنی قیمتی آراء سے خاکسار منیجر اکسیر الاجسام کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ یہ دوائی جو اسرار مخفیہ میں سے ہے۔ بلا مبالغہ رفتہ طاقت کو واپس لانے والی دوائی اس کے برابر کم میسر ہو گی۔ لاریب یہ ضعف ہضم کو زائل کر کے خون صالح پیدا کرتی اور معدہ کو قوی کر دیتی ہے خواہ کتنی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو۔ دودھ جس قدر بھی پیا جائے ہضم ہو جاتا ہے۔ مقوی اعصاب و اعضاء رئیسہ اور محافظ حرارت غریزی ہے دل و دماغ۔ جگر گردہ اور مثانہ کی طاقت بڑھانے میں اپنے اندر اعجاز رکھتی ہے اور مثانہ کے تمام امراض اس کے استعمال سے فی الفور دور ہو جاتے ہیں اور اس کے کھانے سے عمر بھر دیگر مقویات کی ضرورت نہ پڑے گی۔ یہ دوائی سینکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنے والی ہے۔ قیمت فی شیشی (جس میں تین رتی دوائی ہو گی) دس روپے علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔ مقدار خوراک ایک دانہ خشخاش سے ایک چاول تک ہو سکتی ہے غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے درخواست نہ بھیجیں۔

اکسیر الاجسام دیگر اشتہاری ادویہ کیطرح نہیں ہے

یہ وہ دوا ہے جو آجتک سینہ بسینہ چلی آئی ہے

اور جس کی تین رتی تمام عمر کے لئے کفایت کر سکتی ہیں اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ میں نے فوائد اور محنت کے مقابلہ میں اس کی قیمت کی تعیین میں کسی قدر ایثار سے بھی کام لیا ہے دوائی بذریعہ وی پی ارسال کی جاتی ہے

تمام درخواستیں بنام منیجر اکسیر الاجسام محلہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔

المشتہر
منیجر اکسیر الاجسام دار الفضل قادیان

(خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی چھپا اور شیخ محمد ابراہیم علی نے تراب منزل قادیان سے شائع کیا)